# Main topics of Ghazal Poetry by Kunwar Mahendra Singh vedi 'sahar'

## (کنورمہندرسنگھ بیدی سحرؔ کی غزلیہ شاعری کے اہم موضوعات)

**Dr. Sobha Saxena**
Anubis P.G. College, Meerganj , Barrelli, U.P., India
Corresponding Author: sobhasaxena 9457678401@gmail.com

**DOI: 10.52984/ijomrc2103**

کنور مہندر سنگھ بیدی سحر ؔ کا عہد ہندوستان کا انقلابی عہد رہا ہے ۔تحریک آزادی کی جدوجہد روز بروز فروغ پا رہی تھی ۔مختلف تحریکیں اور تنظیمیں سر گرم عمل تھیں ۔چنانچہ ہندوستانی عوام میں بیداری کی لہر اور آزادی کا جذبہ پروان چڑھ چکا تھا ۔اقبال ؔ اور انکے معاصرین ۔قوم کو تاریکیوں سے نکا ل کر جوش و جذبہ پیدا کرنے میں مصروف تھے ۔مہندر سنگھ بیدی نے ایسے ہی پُر آشوب زمانے میں آنکھیں کھولیں تھیں ۔زمانہ اور ماحول کے تحت جو ذہنی تربیت ہوئی تھی اس میں خلوص و دور مندی کے عناصر کارفرما تھے ۔چنانچہ شعری شخصیت پروان چڑھنے پر انھوں نے نظام معاشرت اور ہندوستانی سیاست کا بنظر غائر مطالعہ کیا ۔ایک داشمند اور ایک اعلیٰ ترین مدبر کی حیثیت سے اپنے کلام کو آراستہ کیا ۔آپ نے اپنی شاعری میں سیاسی و سماجی حالات کیساتھ عشق و محبت ،قومی یکجہتی ،انسان دوستی کو اپنا موضوع بنایا ۔بیدی اپنی شعری موضوعات کے ضمن میں خود بیان کرتے ہیں ۔

'' میری شاعری میں تین موضوعات مرکزی حیثیت رکھتے ہیں ،بالخصوص نسوانی حسن اور اس کے گوناں گوں مظاہر سے ایک والہانہ تعلق خاطر جسے عشق کا نام بھی دیا جا سکتا ہے ۔شراب پر بھی میں نے بہت کچھ لکھا ہے۔۔۔پنڈت و ملّا کی منافقانہ روش اور ان کے ریاکا رانہ طرز زندگی کا بھی مجھے ذاتی تجربہ ہے ۔منافقت اور ریاکاری سے مجھے ازلی بیر ہے ۔طبیعتاً مرنجان مرنج واقع ہوا ہوں مگر بطور انسان بھی اور بطورِ شاعر بھی مکروریاکو بے نقاب اور بے وقار کرنا

ضروری سمجھتا ہوں تاکہ معاشرے میں صدق وصفا کو باعزت مقام مل سکے ۔'' ۱ ؎

کنور صاحب نے اپنی شاعری کے تحت جو تین اہم موضوعات بیان کئے ہیں انکو ہم ذیل عنوان کے تحت یوں بیان کر سکتے ہیں ۔داستان حُسن و عشق ،حُسن وعشق کے حوالے سے رنگ تصوف ،خمریات ،رواداری ،وسیع المشربی ،انسان دوستی کا نظریہ اور مذہب کے نام پر فریب کاری پر طنز۔بیدی کی شاعری کے متعلق ڈاکٹر کامل قریشی یوں رقم طراز ہیں ۔

'' کنور صاحب کے کلام کا مجموعی جائزہ لینے کے بعد اس بات پر روشنی پڑتی ہے کہ انھوں نے اپنی شاعری میں کم و بیش تمام مضامین بیان کئے ہیں ۔'' ۲ ؎

## شاعری کے اہم موضوعات :۔

واضح ہو کہ جب بیدی نے شاعری کی ابتداء کی ،اس وقت ہندوستان آزادی کی جنگ میں جھلس رہا تھا ۔سیاسی و سماجی اور معاشی مسائل بڑی تیزی سے سر اٹھا رہے تھے ۔ادبی ماحول میں ان مسئلوں کو لیکر بڑی گہما گہمی تھی لیکن آہستہ آہستہ لوگوں نے وقت کے تقاضے کو سمجھا اور ادب کی افادیت سے فیض حاصل کرنے کا مزاج پیدا کیا ۔بیسویں صدی نئے موضوعات اور نئی تہذیبوں کے ساتھ داخل ہو ئی ۔شاعروں نے جنس کو اپنی شاعری کا موضوع بنایا اور عورت کے بنیا دی فرق کو نمایا ں کرتے ہوئے اسکی خوب صورتی کو اپنی شاعری میں جگہ دی

## حسن و تصورِعشق :۔

سحرّ نسوانی حسن اور اس کے گوناں گوں مظاہر سے والہانہ تعلق رکھتے ہیں جسے انہوں نے عشق کا نام دیا ہے ۔البتہ ان کا عشق سراسر ہوس نہیں ہے ۔وہ عشق کے گیسو ،رخ ورخسار ،اس کے تبسم و تکلم ،خم وچم اور نازوادا کی گفتگو کرتے ہیں ۔

ہیں زہد شکن نظریں ،کافر ہیں ادائیں بھی اے دشمن دیں ہم نے تم ساتونہیں دیکھا

رخ سے نقاب اٹھا کر کرشمہ دکھا بھی دے سورج کو چاند ،چاند کو سورج بنا بھی دے

عشق حقیقی اور مجازی دونوں کی چاشنی سحر ؔ کے یہاں موجود ہے ۔سحرؔ محبت میں ضبط کو بہت اہمیت دیتے ہیں کیونکہ عشق خاموش میں عشق کی لذت و حسن کی عظمت دونوں بر قرار رہتی ہے اور اظہار سے لذت ختم نہیں ہوتی ۔

وعدہ تو کیا اس نے آنے کا سحرؔ لیکن قاصد کی زبانی ہے کہتے بھی تو کیا کہتے

محبت میں طبیعت کی یہی پہچان ہوتی ہے پریشانی اور ہوتی ہے یہ جب بہلائی جاتی ہے

سحرؔکے اشعار سچائی کا آئینہ ہیں ۔وہ اپنی توجہ کو ادھر اُدھر بھٹکا نے کے بجائے پوری جمعیت خاطر سے صرف تجربے اور اس کے فوری متعلقات پر مرکوز کرتے ہیں ۔شاید یہی وجہ ہے کہ سحرؔ کی شعری تخلیقات دوسرے ہم عصر شعرا کے مقابل کم ہیں ۔لیکن یہ کہنے میں کوئی گریز نہیں کہ انکی تقریباً سبھی شعری تخلیقات میں ایک خاص قسم کی گونج اور آواز میں باز گشت پائی جاتی ہے ۔

وہ زلفِ پریشاں کا سنوارے نہ سنورنا وہ ان کے بگڑنے کی ادا یاد رہے گی

جب شباب وحسن ان کا یاد کرلیتا ہوں میں اک جہانِ رنگ وبو آباد کرلیتا ہوں میں

دیکھا جائے تو سحر ؔکا عشق کیف وگداز سے تقریباً خالی ہے لیکن وہ بے روح اور پھیکا یا بازاری عشق نہیں ہے ۔اسمیں نشاط کیف کی وہ

بے مثالی تصویر یں اور تمثال ہیں جن سے اردو شاعری ابھی تک محروم تھی ؎

عشقِ صادق کا اعجاز ہے اور کیا ایک بندے میں ہم کو خدا مل گیا

وہ عشق کو ہی انسانی زندگی کی ایک مضبوط ڈور بھی مانتے ہیں ۔انکا کہنا ہے کہ عشق ہی کے وسیلے سے زندگی اور حیات وکائنات میں تبدیلیاں واقع ہوتی ہیں ۔اگر عشق سچا ہو تو خدا بھی اپنا فیصلہ بدلنے پر مجبور ہو جاتا ہے ۔

محبت کا عالم خدا ئی کاعالم نہ سمجھے مگر تم یہ عالم نہ سمجھے

اب نہ جانے عشق کس منزل پہ پہنچا ئے سحرؔ دل کو سمجھاتے تھے ہم دل ہم کو سمجھانے لگا

کلامِ سحرؔ میں گر میں عشق کا مقام بہت بلند ہے ۔عشق میں قربان ہو جانیکو وہ عاقبت کی کامرانی کا توشہ سمجھتے ہیں ؎

گئی جو جان سحرؔ عشق میں تو کیا غم ہزار شکر کہ ہم عاقبت سنوار چلے

## رندی وسرمستی :۔

سحرؔ نے خمریات پر بھی بہت اچھے اشعار کہے ہیں ۔ذکرِ شباب کی طرح ذکرِشراب بھی ان کی شاعری کا اہم پہلو ہے

ہمیں سرور سے مطلب ہے صرف اے ساقی اگر شراب نہیں ہے تری نگاہ تو ہے

ترا کرم ہے یہ ساقی کہ مے کسی کے لئے سبو کسی کے لئے ،نظر کسی کے لئے

سحرؔ نشاط و سرور کے قائل تو ہیں مگر سرور ونشاط کی خاطر خودی کو گنوا کر بے خودی حاصل کرنے کے خواہاں نہیں ہیں ۔ان کا

نظریہ ہے کہ شراب پلانا حرام ہو کہ نہ ہو لیکن نہ پلا نا ضرور حرام ہے ۔

مے کا پینا حرام ہو کہ نہ ہو نہ پلانا حرام ہے ساقی

نہ ہی رندِ بلا نوش مگر پھر بھی سحرؔ اپنے ہاتھوں میں یہی جام کہاں تک دیکھوں

سحرؔ اپنی شاعری سے ان لوگوں پر خاص چوٹ کرتے ہیں جو اپنی اصلیت چھپاتے ہیں اور اچھائی کا ڈھونگ کرکے سماج میں اپنا دامن پاک رکھتے ہیں ۔ان کے طنزیہ اشعار اسی کا ثبوت ہیں جو براہ راست شیخ وبرہمن کو ذریعہ بتاتے ہیں اور اپنے دل کی عوام تک پہنچاتے ہیں ۔

واعظ جی مجھ کو سمجھانے میخانے کے درتک آئے

سحرؔ نے عام روش سے ہٹ کر اپنے ذاتی احساس و ادراک کو رہنما بنا نیکی کوشش کی ۔ان کے کلام میں جہاں منافقت ہے تو انسان دوستی اور وسیع المشربی بھی موجود ہے ۔

ماہر ہوشیار پوری بیدی کی شاعرانہ صلاحیت اور خصوصیاتِ شاعری کے بارے میں یوں رقمطراز ہیں ۔

''میں نے محسوس کیا ہے کہ ان کی طبع لطیف ِ کو شعرو سخن سے وہی مناسبت ہے جو پھول کو خوشبو سے ،شمع کو روشنی سے اور دریا کو روانی سے ہوتی ہے ۔یوں تو جملہ مروجہ اصنافِ شاعری میں ان کے تخلیقی جو ہر کی خداداد صلاحیتیں ذہن ودل کو متاثر و متکلیف کرتی ہیں لیکن ان کی محبوب صنف سخن غزل ہی ہے ۳ ۔

سحرؔ کو ایسے لوگوں سے سخت نفرت تھی جو دوہری زندگی جیتے ہیں ۔یہ احساس محض سحرؔ کا ہی ذاتی درد نہیں ہے بلکہ ان کے دل کا درد ہر انسان کے دل کا درد ہے ۔کہتے ہیں ۔

یوں تو انسان زمانے میں ہیں لاکھوں لیکن وہی انسان ہے جو انسان کے کام آیا ہے

سحرؔ کو یہ کمال حاصل ہے کہ وہ ہلکے پھلکے الفاظ کا استعمال کرتے ہوئے بھی بڑی سے بڑی اور اثر دار بات کہنے کا فن رکھتے ہیں ۔

سماج کے بدلتے ہوئے مزاج اور بدلتی ہوئی دوستی پر طائرانہ نظر ڈالی ہے

وہی فریب دشمناں ہے اس کا غم نہیں ہمیں ہمیں تو غم یہ ہے خلوص دوستاں بدل گیا

بلا رہے ہیں وہ مجھکو رقیب کے ہاتھوں مجھے تو اس میں بھی دھوکہ دکھائی دیتا ہے

بیدی عوام کو کسی پر بھی آنکھ موند کر یقین نہ کرنے کی ہدایت دیتے ہیں ۔ کہتے ہیں کہ ہر انسان دوہری زندگی جی رہا ہے ۔کسی کی بھی اصلیت جاننا اتنا آسان نہیں ہے اسلئے دوستی بہت سوچ سمجھ کر کرنی چاہئے ۔

فقط یہ اپنے سمجھنے کی بات ہے ورنہ برے ہیں کون زمانے میں اور کون بھلے

ہمت وعزم بدل ،جرآت کر دار بدل رخِ دوراں کو پلٹ ،وقت کی رفتار بدل

مکروریا:۔

سحرؔ خود مکر وریا سے دور ایک سچے انسان تھے اور سچائی کو پسند کرتے تھے اور اسی لئے انکی شاعری میں ایک سچے انسان اور انسانیت کی تمنا جلوہ گر ہے ۔اس بابت وہ کہتے ہیں۔

عمل وقول سے ہوتا ہے نمایاں کردار آدمی جو بھی ہو انساں ہو ضرور ی تو نہیں

وہی ہے اصل میں انسان کہ جس میں عمل بھی ،قول بھی ،کردار بھی ہے

انسانیت کے اصل کردار پر سحرؔ کی شاعری کے متعلق گوپی چند نارنگ یوں رقمطراز ہیں:

''سحر کی شاعری میں ایک ایسے انسان کا تجربہ ملتا ہے جسنے طرح طرح کے لوگوں کو دیکھا ہو ،برتاہو ،اور طرح طرح کی کیفیتوں اور سطحوں پر آزمایا بھی ہو ،تجربات زیست سے آزادانہ اپنے نتائج اخذ کئے ہوں ---ایک جگہ کہا ہے کہ انسانی ارادوں کی تکمیل عمل سے ہوتی ہے خالی باتوں سے نہیں ۔'' ۴ـہ

سحرؔ کے نزدیک انسانی زندگی فرد کی جزباتی آسودگی سے عبارت ہے اور تمام کیفیتیں چاہے وہ مذہبی ہوں ،اخلاقی ،سیاسی یا سماجی ہوں ،وہ ہر فرد کے جذباتی اظہار اور تکمیل میں معاون ثابت ہوں ۔آپ انسان کے اصلی جذبات کی عکاسی کرتے ہیں ،اسے نیکی پر چلنے اور انسان کے فرائض کیا ہیں وہ بتاتے ہیں ۔

وہی پسند ہے اہل ریا کو دینا میں جو پارساتوں نہ ہو پار سا نظر آئے

ملتی ہے گناہوں کی سزاحشر میں لیکن ناکردہ گناہوں کی جزا کیوں نہیں دیتے

متصوفانہ کلام :۔

متصوفانہ کلام میں شاعرخدا کی ذات میں یقین اور اس سے محبت کا مظاہرہ کرتا ہے ۔مختصر طور پر تصوف کی تعریف یہ ہے کہ صرف

اللہ تعالیٰ کی ذات ہے اور اصل میں وہی کائنات کا مالک ہے ۔بقیہ اس کے مظاہر ہیں ۔تصوف کی اصطلاح میں اس کو ''وحدت الوجود '' اور '' واحد الوجود '' کہا گیا ہے ۔لیکن یہ بھی سچ ہے کہ اللہ نے اپنی مخلوق بالخصوص انسان کو اس کے لئے خلق فرمایا کہ بندے اسے پہچا نیں اور اس سے محبت کریں ۔سحرؔ کا دل بھی اللہ کی عقیدت و محبت سے سرشار ہے ۔یوں مذہب ،علاقے اور قوم کے نام پر بہت سے بٹوارے ہوئے ۔باشعور شاعر کی یہ پہچان ہوتی ہے کہ وہ کس حد تک پوری انسانی تہذیب کو میراث کو اپنا تا ہے اور کس طرح اسے اپنے فن میں شامل کرکے

موضوع نیا کر پیش کرتا ہے ۔دیکھا جائے تو سحرؔ میں یہ شعور موجود بھی تھا اور انہوں نے اس سے خوب کام بھی لیا ۔اس ضمن میں مندرجہ ذیل اشعار سے بخوبی اندازہ ہوتا ہے:

اگر ہے چشم حقیقت سناش دل میں کچھ اسی میں کعبہ ملے گا اسی میں بتخانہ

اسی کا نور ہے ایثار وحسن دونوں میں نہ کوئی شمع جہاں میں نہ کوئی پروانہ

تری رحمت نے سنبھالا روزِ محشر ورنہ ہم تو کچھ لائے نہ تھے دامنِ عصیاں کے سوا

تری رحمت پہ جو نہ ہوتا بھروسہ ان کو عین ممکن ہے کہ جاتے یہ گنہگار بدل

سحرؔ کے ان اشعار سے ان کے فلسفیانہ مزاج کی عکاسی ہوتی ہے ۔آپ اپنے اشعار کے ذریعہ حقائق فلسفہ کو نہایت آسانی اور سادگی سے بیان کر جاتے ہیں ۔بیدی کے یہ اشعار ان کے فلسفی ہونیکی نشاندہی تو کرتے ہی ہیں ،ساتھ ہی یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ وہ حقائق فلسفہ کو کتنی آسانی اور سادگی سے بیان کر جاتے ہینکنور صاحب کی شاعری کے متعلق مالک رام لکھتے ہیں:

''کنور صاحب اردو کے کلاسیکی شعرا اور غزل کے رسیا ہیں ،آپ دیکھیں گے کہ غزل کی تمام مسلمہ خصوصیات ان کے کلام کا طرۂً امتیاز ہیں دھیما اور نرم لہجہ ،زبان کی اصلاحت اور شگفتگی ،اصلوب کی ایمائیت اور تہداری اس کی نمایاں اوصاف ہیں '' ۵ـہ

ہر جاپہ ترے طالب دیدار ہمیں ہیں موسیٰ کو بھی سوجھی تو فقط طور کی سوجھی

جس دنِ سے سحرؔ دیکھ لیا خانۂ دل کو کعبہ نہ کلیسانہ کبھی طور کی سوجھی

سحرؔ رموز حقائق اور تصوف سے بھی پوری طرح واقف ہیں ۔اس سچائی کو کس طنز یہ لفظوں میں پروکر بیان کیا ہے کہ ''موسیٰ کو بھی سوجھی تو فقط طور کی سوجھی ''یعنی سحرؔ کہنا چاہتے ہیں کہ خدا کا جلوہ تو ہرشے میں موجود ہے اور وہ مجھے ہر جگہ نظر بھی آتا ہے تو پھر میں اس کا نور دیکھنے کو ہ طور پر کیوں جاؤں ۔پھر دوسرے شعر میں کہ ''جس دن سے دیکھ لیا '' سے مراد ہے کہ جس دن سے اپنے دل کے انداز جھانک لیا ہے اور اسکی برائیوں کو دور کر دیا ہے ۔اب مجھے نہ کعبہ ،نہ کلیااور نہ ہی کوہ طور جانیکی ضرورت ہے کیونکہ خدا اب میرے اندر یعنی میرے دل میں رہتا ہے ۔اب تو وہ جدھر نظر اٹھاتے ہیں بس خدا کاہی جلوہ دکھائی دیتا ہے ۔

اے شعبدہ گر تجھکو دیکھا بھی تو یوں دیکھا جس سمت نظر اٹھی تیرا ہی فسوں دیکھا

خصوصیاتِ شاعری :۔

کنور مہندر سنگھ بیدی سحرؔ نشاط زیست ،سرمستی اور شوکت الفاظ کے ساتھ ساتھ طنزو مزاح ورومانیت کے شاعر ہیں ۔آپ جدید ہوتے ہوئے بھی قدیم ہیں ۔ان کے کلام میں جمال و جلام ،نفاست و لطافت موجود ہے ۔جو جاگیر دارانہ تمدن کے دور شباب کی یاد دلاتا ہے ۔سحرؔ نے جاگیرداری سے بہت کچھ حاصل کیا ،محاسن بھی اور مصائب بھی ۔ان کا

کلام نکھرے ہوئے احساس اور مرصع کا ر جذبہ اور آراستہ ٔ تخیل سے پر ہے ۔

۱ ۔ عرض مصنف مشمولہ ۔کلیات ،سحرؔ مطبوعہ ۔جشن کنور مہند سنگھ بیدی کمیٹی نئی دہلی ۱۹۲۲ء ص ۲

۲۔ ہمارے کنور صاحب ۔ڈاکٹر کامل قریشی مرتبہ کے اہل نارنگ ساقی ،ص ۲۰۶،جشن کنور مہندر سنگھ بیدی کمیٹی ۱۹۹۹ء

۳۔ کلیات سحرؔ :ساہر ہو شیار پوری فرید آباد ۱۳جون ، ۱۹۹۲ء جشن کنور مہندر سنگھ بیدی کمیٹی

۴۔ کلیات سحرؔ : پروفیسر ڈاکٹر گوپی چند نارنگ ص پیش لفظ : کنور مہندر سنگھ بیدی کمیٹی ۱۹۹۲ء

۵۔ کلیات سحرؔ : مالک رام نئی دہلی ۲جون ،۱۹۹۲ء مشمولہ جشن کنور مہندر سنگھ بیدی سحرؔ کمیٹی